تشہد میں شہادت کی انگلی اٹھانے کا درست طریقہ

ریفرنس نمبر: Sar 7533 تاریخ: 15-10-2021

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ التحیات میں شہادت کی انگلی اٹھانے کا درست طریقہ کیا ہے اور کیا یہ حدیث پاک سے ثابت ہے؟ نیز ایک حدیث پاک میں ہے "یحرکھا"، یعنی نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ انگلی کو حرکت بھی دیتے تھے، تو اس کا کیا جواب ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

التحیات میں کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے شہادت کی اُنگلی کے ذریعے اشارہ کرنا سنت ہے اور یہ صحیح احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے، اس کا درست طریقہ یہ ہے کہ جب نمازی التحیات میں کلمہ شہادت (اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ) پر پہنچے، تو دائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی اور ساتھ والی اُنگلی بند کرے، انگوٹھے اور بیچ کی اُنگلی کا حلقہ بنائے اور "لَآ" پر شہادت کی اُنگلی اٹھائے اور "اِلَّا" پر رکھ دے اور سب اُنگلیاں پہلے کی طرح سیدھی کرلے یعنی شہادت کی انگلی کو مسلسل حرکت نہ دیتا رہے۔

جہاں تک حضرت وائل بن حُجر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کی روایت میں مذکور لفظ "یحرّکھا" کی بات ہے، تو اس سے بھی انگلی کو اٹھانے اور اشارہ کرنے کے لیے حرکت دینا مراد ہے، نہ کہ آخرِ نماز تک مسلسل حرکت دیتے رہنا، آخر اشارے کے لیے انگلی کو حرکت ہی دینی ہوگی، بغیر حرکت کے تو اشارہ نہیں ہو سکتا۔ یہی نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے عملِ مبارک سے ثابت ہے اور جمہور علماء وفقہائے کرام، امام اعظم، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور کثیر محدثینِ عظام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام کا بھی یہی موقف ہے۔

تفصیل درج ذیل ہے:

(1) حدیثِ پاک میں "یحرکھا" کا لفظ حرکت دینے کے معنی میں نہیں ہے، بلکہ یرفعھا اور یشیر کے معنی میں ہے، یعنی نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُنگلی اٹھا کر اشارہ کرتے تھے نہ کہ اس کو ہلاتے رہتے تھے، کیونکہ حرکت دیے بغیر انگلی اٹھانا، ممکن ہی نہیں، نیز یہ معنی مراد لینے سے دونوں احادیث میں مطابقت ہو جائے گی اور تعارض بھی باقی

نہیں رہے گا جو ایسی صورت میں شرعاً مطلوب بھی ہے۔ یونہی امام بیہقی، امام ابن حجر عسقلانی اور علامہ علی قاری حنفی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِم نے بیان کیا۔

(2) اور مسلسل حرکت نہ دینے پر یہ بات بھی دلیل ہے کہ اس حدیث پاک میں موجود لفظ "ید عوبھا" کا معنی یہ ہے کہ نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے تشہد میں اُنگلی کے ذریعے اللہ پاک کی وحدانیت کا اشارہ کیا، (گویا قول و فعل سے توحید باری تعالیٰ کا اقرار کیا)، جیسا کہ علامہ طیبی رَحْمَۃُاللہ عَلَیْہِ نے بیان کیا، تو جب اس اشارے سے مقصود اللہ پاک کی وحدانیت کو بیان کرنا ہے، تو واحد کے لیے اُنگلی سے ایک دفعہ ہی اشارہ کیا جاتا ہے، نہ کہ بار بار انگلی کو ہلایا جاتا ہے، بلکہ اگر اس کو مسلسل حرکت دی جائے، تو ظاہراً مقصود کی مطابقت کے خلاف ہے کہ واحد کے لیے واحد انگلی سے واحد حرکت ہونی چاہیے نہ کہ متعدد حرکات۔ اِسی وجہ سے "لَا" پر انگلی اٹھا کر "اِلَّا" پر رکھنے کا حکم ہے کہ "لَا" پر انگلی اٹھانے سے غیر خدا کی نفی اور "اِلَّا" پر رکھنے سے اس کی وحدانیت کے اثبات کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

(3) اور اگر مان لیا جائے کہ "یحرکھا" سے مراد حرکت دینا ہی ہے، تو بر تقدیرِ تسلیم ہم یہ کہتے ہیں کہ تب بھی حرکت نہ دینے کی روایت کو ترجیح حاصل ہو گی، کیونکہ اُنگلی نہ ہلانے کی حدیث صیغۂ استمرار (کان یشیر ... ولا یحرکھا) کے ساتھ مروی ہے، جس سے مُعتاد عمل کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ یعنی عموماً ایسا ہی کیا کرتے تھے اور اس کو بیان کرنے والے بھی حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ ہیں، جو مدینہ پاک میں ہی رہتے تھے، اکثر صحبتِ مصطفیٰ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے فیض یاب ہوا کرتے تھے، جبکہ انگلی ہلانے کا ذکر صرف حضرت وائل بن حجر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی حدیث کے ایک طریق میں ہے (جو زائد بن قدامہ سے ہے)، بقیہ طُرق میں انگلی ہلائے بغیر مطلق اشارہ کرنے کا بیان ہے، نیز آپ مدینے سے دور علاقے سے تعلق رکھتے تھے اور چند بار ہی صحبت سے مشرف ہوئے، آکر دینی تعلیمات سیکھ کر واپس چلے جایا کرتے تھے، تو جو تقویت حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کی روایت کو حاصل ہے وہ ان کی روایت کو حاصل نہیں، لہٰذا اس بنیاد پر بھی اُنگلی نہ ہلانے کی روایت ترجیح پائے گی، جیسا کہ رفعِ یدین کے مسئلہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی رفعِ یدین نہ کرنے کی روایت کو حضرت وائل بن حجر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کی حدیثِ رفعِ یدین پر ایک وجہِ ترجیح یہی ہے۔

(4) نیز عقل کا بھی یہی تقاضا ہے کہ انگلی کو اِدھر اُدھر ہلائے بغیر رکھ دیا جائے، کہ بار بار ہلاتے رہنا خشوع و خضوع سے مانع ہے کہ نگاہ گود میں رکھنی ہوتی ہے اور ران پر رکھی انگلی سے بار بار اشارہ کریں گے، تو توجہ بٹتی رہے گی اور یہ خشوع

کے خلاف ہے۔

تشہد میں انگلی سے اشارہ کرنے کے بارے میں صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن نسائی و دیگر کتبِ صِحَاح و سُنَن میں ہے: "عن عامر بن عبد اللہ بن الزبیر، عن أبیه، قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم إذا قعد یدعو، وضع یده الیمنی علی فخذه الیمنی، ویده الیسری علی فخذه الیسری، وأشار بإصبعه السبابة، ووضع إبهامه علی إصبعه الوسطی" ترجمہ: حضرت عامر اپنے والد حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب قعدہ میں تشہد پڑھنے کے لیے بیٹھتے، تو اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر اور اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھتے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے اور انگوٹھے کو درمیان والی اُنگلی پر رکھتے (یعنی انگوٹھے اور انگلی کا حلقہ بنا لیتے)۔

(الصحیح لمسلم، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الجلوس فی الصلاۃ، جلد 1، صفحہ 260، مطبوعہ لاہور)

تشہد میں شہادت کی انگلی کو حرکت نہ دینے کے متعلق سُنَنِ ابی داوٗد، سنن نسائی، سنن کبری للبیہقی، شرح السنۃ للبغوی وغیرہا کتبِ احادیث میں ہے، واللفظ للاول: "عن عبد اللہ بن الزبیر، أنه ذکر، أن النبي صلی اللہ علیه وسلم کان یشیر بأصبعه إذا دعا، ولا یحرکها، قال ابن جریج: وزاد عمرو بن دینار، قال: أخبرني عامر، عن أبیه، أنه رأی النبي صلی اللہ علیه وسلم یدعو کذلک" ترجمہ: حضرت سیدنا عبد اللہ بن زبیر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب دعا کرتے (یعنی تشہد میں کلمہ شہادت پر پہنچتے) تو انگلی مبارک سے اشارہ کرتے اور اُنگلی کو بار بار ہلایا نہیں کرتے تھے۔ ابنِ جریج کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن دینار رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے مزید یہ ارشاد فرمایا کہ مجھے عامر نے اپنے والد حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق یہ خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس طرح (اُنگلی کو حرکت دیے بغیر) اشارہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الاشارۃ فی التشہد، جلد 1، صفحہ 150، مطبوعہ لاہور)

حدیث پاک میں مذکور لفظ "ولا یحرّکھا" کے تحت شارحِ مصابیح علامہ حسین بن محمود شیرازی مُظْہِرِی حَنَفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 727ھ) لکھتے ہیں: "اختلف في تحریک الاصبع إذا رفعها للاشارۃ، الأصح أنه إذا رفعها یضعها من غیر تحریک" ترجمہ: جب نمازی اشارہ کے لیے انگلی اٹھائے، تو انگلی کو حرکت دیتے رہنے کے متعلق اختلاف ہے، اصح قول یہ کہ جب شہادت پر انگلی اٹھائے تو اسے بغیر ہلائے، رکھ دے۔

(المفاتیح شرح المصابیح، جلد 2، صفحہ 158، مطبوعہ دار النور)

محیطِ برہانی، فتاوی تاتارخانیہ، فتح القدیر اور دیگر کتبِ فقہ میں ہے، واللفظ للآخر:"وعن الحلواني يقيم الأصبع عند "لا إله" ويضعها عند "إلا الله" ليكون الرفع للنفي والوضع للاثبات وينبغي أن يكون أطراف الأصابع على حرف الركبة" ترجمہ: امام شمس الائمہ حلوانی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے منقول ہے کہ نمازی لا الہ کے وقت انگلی اٹھائے گا اور الا اللہ پر گرادے گا، تاکہ انگلی اٹھانا نفیِ شریکِ الٰہی کے لیے اور رکھنا اثباتِ وحدانیت کے لیے ہو جائے اور چاہیے کہ انگلیوں کے پورے گھٹنوں کے کنارے پر رکھے۔

(فتح القدير، كتاب الصلاة، باب، جلد1، صفحه321، مطبوعه كوئٹه)

علامہ ابنِ عابدین شامی دِمشقی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:1252ھ/1836ء) لکھتے ہیں:" أنها سنة، يرفعها عند النفي ويضعها عند الاثبات، وهو قول أبي حنيفة ومحمد، وكثرت به الآثار والاخبار فالعمل به أولى، فهو صريح في أن المفتى به هو الاشارة بالمسبحة مع عقد الأصابع على الكيفية المذكورة لا مع بسطها فإنه لا إشارة مع البسط عندنا، ولذا قال في منية المصلي: فإن أشار يعقد الخنصر والبنصر ويحلق الوسطى بالابهام ويقيم السبابة" ترجمہ: التحیات میں شہادت کی انگلی اٹھانا سنت ہے، نفی پر اٹھائے اور اثبات یعنی "الا اللہ" پر رکھ دے، یہی امام اعظم ابو حنیفہ اور امام محمد رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِما کا قول ہے، اِسی پر کثیر احادیث و آثار مروی ہیں ، لہٰذا اِسی پر عمل اولیٰ ہے اور یہ روایات اس بات میں صریح ہیں کہ مفتی بہ قول یہ ہے کہ بقیہ انگلیوں کو بیان کردہ کیفیت کے مطابق بند کرکے شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے، نہ کہ ہاتھ کو پھیلا کر، کیونکہ ہمارے نزدیک ہاتھ پھیلا کر اشارہ نہیں کیا جائے گا، اسی وجہ سے مُنیۃ المصلّی میں کہا: جب اشارہ کرے تو چھوٹی اور اس کے ساتھ والی انگلی کو بند کرے، انگوٹھے اور درمیان والی انگلی سے حلقہ بنائے اور شہادت کی انگلی کو اٹھائے۔

(ردالمحتار مع الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، جلد2، صفحه266، مطبوعه كوئٹه)

سیّدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت الشاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں:" اس (یعنی اشارہ کرنے کے) باب میں احادیث و آثار بکثرت وارد، ہمارے محققین کا بھی مذہبِ صحیح و معتمد علیہ (یہی) ہے، ... علّامہ بدرالدین عینی نے تحفہ سے اس کا استحباب نقل فرمایا اور صاحبِ محیط و ملّا قہستانی نے سنّت کہا۔"

(فتاویٰ رضویه، جلد6، صفحه150، مطبوعه رضافاؤنڈیشن، لاهور)

نماز کی سُنَن بیان کرتے ہوئے صدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں:" شہادت پر اشارہ کرنا (سنت ہے)، یوں کہ چھنگلیا اور اس کے پاس والی کو بند کرلے، انگوٹھے اور بیچ کی اُنگلی کا حلقہ

باندھے اور "لَا" پر کلمہ کی انگلی اٹھائے اور "اِلَّا" پر رکھ دے اور سب اُنگلیاں سیدھی کرلے۔

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 3، صفحہ 530، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

حضرت وائل بن حجر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی حدیثِ پاک اور اس کے جوابات:

سنن ابو داؤد اور سنن نسائی میں ہے: "حضرت وائل بن حجر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: " ثم رفع أصبعه فرأيته يحركها يدعو بها" ترجمہ: پھر رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی انگلی کو اٹھایا، (راوی فرماتے ہیں) میں نے دیکھا کہ نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے انگلی کو حرکت دے کر اس کے ذریعے اشارہ کیا۔

(سنن نسائی، کتاب السھو، باب قبض الاصابع من الید الیمنی، جلد 1، صفحہ 187، مطبوعہ کراچی)

پہلے جواب کے جزئیات:

"یحرکھا" بمعنی یرفعھا ہونے کے متعلق علامہ علی قاری حنفی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1014ھ/1605ء) لکھتے ہیں: " (يحركها) ظاهره يوافق مذهب الامام مالك، لكنه معارض بما سيأتي أنه لا يحركها ويمكن أن يكون معنى يحركها يرفعها، إذ لا يمكن رفعها بدون تحريكها " ترجمہ: حدیث پاک کے الفاظ (یحرکھا) بظاہر امامِ مالک رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے مذہب کے موافق ہیں، مگر یہ دوسری حدیث جس میں "لا یحرکھا" کے الفاظ ہیں، اس کے معارض ہے، (لیکن دونوں کے درمیان یوں تطبیق) ممکن ہے کہ انگلی کو حرکت دینے سے مراد یہ ہو کہ نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُنگلی کو اٹھایا، اس لیے کہ حرکت دیئے بغیر اسے اٹھانا، ممکن ہی نہیں، (لہٰذا اس طرح احادیث میں تعارض بھی نہیں رہے گا)۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصلاۃ، باب التشھد، جلد 2، صفحہ 633، مطبوعہ کوئٹہ)

"یحرك" بمعنی یشیر ہونے کے متعلق امام بیہقی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: " فيحتمل أن يكون المراد بالتحريك الاشارة بها لا تكرير تحريكها فيكون موافقا لرواية ابن الزبير " ترجمہ: اس بات کا احتمال ہے کہ انگلی کو حرکت دینے سے مراد اس سے اشارہ کرنا ہو، نہ کہ بار بار ہلانا، لہٰذا یہ مراد لینے سے یہ روایت حضرت ابن زبیر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کی روایت کے موافق ہو جائے گی (اور کوئی تعارض نہیں رہے گا)۔

(سنن کبری، جلد 2، صفحہ 189، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اور یہی بات امام ابنِ حجر عسقلانی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے "التلخیص الحبیر" میں نقل کی ہے۔

(التلخيص الحبير، جلد1، صفحه628، مطبوعه دار الكتب العلميه، بيروت)

علامہ شامی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ **لکھتے ہیں:** "ثم رفع اصبعه اى المسبحة ورايته يحر كها اى يشير بها اشارة واحدة عند الجمهور وقت الشهادة" ترجمہ: پھر نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے شہادت کی انگلی کو اٹھایا اور (میں نے حرکت دیتے ہوئے دیکھا) **یعنی جمہور کے نزدیک** اس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک دفعہ اشارہ کرتے ہوئے دیکھا۔

(رسائل ابن عابدين، رسالة رفع التردد في عقد الاصابع عند التشهد، جلد1، صفحه131، مطبوعه دار عالم الكتب)

دوسرے جواب کے متعلق جزئیات:

یدعو سے اللہ پاک کی وحدانیت کی طرف اشارہ مراد ہونے کے **متعلق شارحِ مشکوٰۃ علامہ طیبی** رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ **لکھتے ہیں:** "يدعو بها اى يشير بها الى وحدانية اللّٰہ تعالىٰ فى حالة دعائه" ترجمہ: **یعنی آپ** صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تشہد کی حالت میں شہادت کی انگلی سے اللہ پاک کی وحدانیت کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔

(شرح المشكوٰة للطيبى، كتاب الصلاة، باب التشهد، جلد3، صفحه1036، مطبوعه رياض)

"لَا" پر انگلی اٹھانے سے غیر خدا کی نفی اور اِلَّا پر رکھنے سے اثباتِ وحدانیت کی طرف اشارہ ہونے کے متعلق اوپر محیطِ برہانی، فتاوی تاتارخانیہ وغیرہا کے حوالے سے جزئیہ نقل کیا جا چکا ہے۔

تیسرے جواب کے متعلق جزئیات:

حضرت وائل بن حجر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کے **متعلق امام ابنِ حجر عسقلانی** رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ **لکھتے ہیں:** "وائل ابن حجر الحضرمي صحابي جليل وكان من ملوك اليمن ثم سكن الكوفة ومات في ولاية معاوية" ترجمہ: حضرت وائل بن حجر حضرمی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ **جلیل القدر صحابیِ رسول ہیں اور آپ یمن کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے،** پھر کوفہ میں سکونت پذیر ہوئے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں یہیں وصال فرمایا۔ **(تقريب التهذيب، صفحه580، مطبوعه دار الرشيد)**

انگلی ہلانے کا ذکر صرف حضرت وائل بن حجر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی حدیث کے ایک طریق میں ہونے کے **متعلق امام ابو بکر محمد بن اسحاق خزیمہ نیشاپوری** رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ **لکھتے ہیں:** "ليس في شيء من الأخبار "يحرّ كها

"إلا في هذا الخبر، زائد ذکره "ترجمہ: زائد بن قدامہ کی اس روایت کے علاوہ کسی روایت میں بھی "یحرکھا" کے الفاظ نہیں ہیں۔ (صحیح ابن خزیمہ، جلد1، صفحہ354، مطبوعہ المکتب الاسلامی، بیروت)

فقہِ شافعی میں بھی اُنگلی نہ ہلانے کا قول، مختار ہے، چنانچہ امام نووی شافعی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:676ھ) لکھتے ہیں: "ونص الشافعی علی استحباب الاشارۃ للاحادیث السابقۃ قال اصحابنا: ولا یشیر بھا الا مرۃ واحدۃ۔۔۔وھل یحرکھا عند الرفع بالاشارۃ؟فیہ اوجہ، الصحیح الذی قطع بہ الجمھور انہ لا یحرکھا" ترجمہ: اور امام شافعی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے احادیث کی وجہ سے تشہد میں اشارہ کرنے کے استحباب کی صراحت فرمائی، اور ہمارے اصحابِ شوافع نے فرمایا کہ صرف ایک دفعہ اشارہ کرے گا اور کیا انگلی کو ہلائے گا؟ تو اس میں مختلف اقوال ہیں، اصح وہی ہے جو جمہور علماء نے بیان کیا کہ حرکت نہیں دے گا۔

(المجموع شرح المذھب، جلد3، صفحہ454، مطبوعہ دار الفکر)

اور فقہِ حنبلی کے امام، امام موفق الدین ابن قدامہ حنبلی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:620ھ) لکھتے ہیں: "ویشیر بالسبابۃ یرفعھا عند ذکر اللہ تعالیٰ فی تشھدہ کما رویناہ ولا یحرکھا، لما روی عبد اللہ بن زبیر ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یشیر باصبعہ ولا یحرکھا" ترجمہ: اور تشہد میں کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے شہادت کی انگلی اٹھا کر اس کے ذریعے اشارہ کرے گا اور (مسلسل) حرکت نہیں دے گا، حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی حدیثِ پاک کی وجہ سے کہ نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ انگلی نہیں ہلایا کرتے تھے۔

(المغنی مع الشرح الکبیر، جلد1، صفحہ383، مطبوعہ مکتبۃ القاھرۃ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

08ربیع الاوّل 1443ھ/15اکتوبر 2021ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جا سکتی ہے